پیشانی کے مرکزی صفحے پر شائع ہونے والی تحریر

(اداریہ/تجزیہ از ادارتی بورڈ)

ہفتہ، 14 مارچ 2024ء — ادارتی صفحہ

ہمارے ہاں ہر چند برس بعد ایک ہی بحث نئے لفظوں میں دہرائی جاتی ہے۔ کبھی کہا جاتی ہے کہ عدالتیں فیصلہ کریں، کبھی کہا جاتی ہے کہ پارلیمان قانون بنائے، کبھی کہا جاتی ہے کہ میڈیا ذمہ دار بنے۔ اس بحث میں سب کچھ ہوتا ہے سوائے اس سوال کے جو اصل میں پوچھا جانا چاہیے۔ سوال یہ نہیں کہ کون کیا کرے، سوال یہ ہے کہ ریاست کے ستون اپنی حدود میں رہ کر کام کر رہے ہیں یا ایک دوسرے کی حدود میں داخل ہو کر اپنی کمزوری چھپا رہے ہیں۔

پارلیمان کا بنیادی کام قانون سازی اور حکومت پر نگرانی ہے۔ آئین واضح ہے، اختیارات تقسیم ہیں، ذمہ داری طے ہے۔ مگر عملی صورت یہ ہے کہ قانون سازی کا بڑا حصہ آرڈیننس کی صورت میں آتا ہے اور نگرانی کا بڑا حصہ شور کی صورت میں رہ جاتا ہے۔ وزراء ایوان میں آتے ہیں، سوالوں کے جواب دیتے ہیں، اور اگلے دن وہی سوال اخبار کی سرخی بن جاتا ہے مگر جواب فائل میں دفن ہو جاتا ہے۔ یہ کام عدالت کا نہیں، یہ کام پارلیمان کا ہے۔ عدالت اگر ہر روز یہ کہے کہ قانون بنانا ہمارا کام نہیں تو وہ درست کہے گی۔

عدالتوں کا مسئلہ دوسرا ہے۔ آئین انہیں بنیادی حقوق کا محافظ بناتا ہے اور یہ کردار اہم ہے۔ جب شہری کو پانی نہیں ملتا، جب لاپتہ افراد کا مقدمہ برسوں لٹکا رہتا ہے، جب بلدیاتی ادارے عدالت کے حکم کے بغیر کام کرتے ہیں تو لوگ درست طور پر عدالت کی طرف دیکھتے ہیں۔ مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب عدالت انتظامی فیصلے روزانہ کی بنیاد پر کرنے لگے اور منتخب ادارے خود کو بے اختیار کہنے لگیں۔ اختیار چھن کر آیا ہو تو ذمہ داری بھی منتقل ہوتی ہے، اور ذمہ داری کا بوجھ عدالت پر ڈالا جائے تو نظام توازن کھو دیتا ہے۔

میڈیا کا کردار سب سے زیادہ غلط فہمی کا شکار ہے۔ میڈیا کا کام فیصلہ سنانا نہیں، سوال اٹھانا ہے۔ مگر جب ٹاک شو جج بن جائے اور اینکر وکیل بن جائے تو سوال کی جگہ الزام لے لیتا ہے اور الزام کی سزا عدالت سے پہلے میدان میں دے دی جاتی ہے۔ یہ رویہ نہ آزاد میڈیا کی خدمت ہے نہ عدلیہ کی۔ ریاست کے ہر ستون کو اپنی حد معلوم ہونی چاہیے، ورنہ حد کو توڑنے کا کام ہر ستون ایک دوسرے پر الزام رکھ کر کرتا ہے۔

حل نہ نیا ہے نہ مشکل۔ پارلیمان کو قانون سازی کے ساتھ نگرانی کا باقاعدہ نظام بنانا ہوگا، عدالتوں کو مقدمات کے انبار کم کرنے کے لیے متبادل فورم مضبوط کرنے ہوں گے، میڈیا کو ثبوت کے بغیر الزام دینے کی عادت چھوڑنی ہوگی۔ یہ سب کام مشکل ہیں مگر ناممکن نہیں۔ ریاست کے ستون اگر اپنی اپنی حد میں رہیں تو عوام کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب عوام کو فائدہ ہو تو باقی سوال خود بخود کم ہو جاتے ہیں۔

ریلوے کا نیا کرایہ نامہ: مسافر کو کیا ملے گا، کیا چھن جائے گا

(رپورٹ از ثاقب الرحمٰن آفریدی)

کراچی، 2 مارچ: ریلوے کا نیا کرایہ نامہ 15 مارچ سے نافذ ہوگا۔ وزارت ریلوے نے پیر کو اس کا اعلان کیا۔ کرایہ نامہ ریلوے کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہوگا۔ اس میں درجہ سوم، درجہ دوم اور اے سی کلاس کے کرایوں میں ردوبدل کیا گیا ہے۔ سرکاری بیان کے مطابق مسافر کو ہر سفر پر کچھ رقم کا فائدہ ہوگا اور کچھ رقم زیادہ دینی پڑے گی۔ ریلوے حکام کا دعویٰ ہے کہ مجموعی طور پر آمدنی میں اضافہ ہوگا تاکہ پرانے انجن اور ڈبے بدلے جا سکیں۔

وزیر ریلوے خواجہ سلمان رفیق نے کہا کہ ریلوے برسوں سے خسارے میں چل رہی ہے اور ہر سال سینکڑوں ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ ان کے مطابق کرایہ نامہ اس لیے بنایا گیا کہ غریب مسافر پر بوجھ کم ہو اور امیر مسافر سے کچھ زیادہ لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پرانے انجن دھوئیں سے فضا آلودہ کرتے ہیں اور نئے انجن کم ایندھن لیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر کرایہ نہ بڑھایا گیا تو ریلوے مزید بند ہو جائے گی۔

درجہ سوم کا کرایہ 8 فیصد بڑھایا گیا ہے۔ راولپنڈی سے لاہور کا کرایہ 420 روپے سے بڑھ کر 455 روپے ہو گیا ہے۔ درجہ دوم میں 12 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اے سی کلاس میں کرایہ 18 فیصد بڑھا ہے۔ طلبا، معذور افراد اور بزرگ شہریوں کو رعایت برقرار رہے گی۔ ریلوے کے مطابق سالانہ پاس اور ماہانہ پاس کے نرخ نہیں بدلے گئے۔ ریلوے حکام کے مطابق یہ رعایت کل آمدنی کا تقریباً 9 فیصد ہے۔

مسافر کا ردعمل ملا جلا ہے۔ راولپنڈی کے ایک ریٹائر استاد نے کہا کہ تنخواہ میں اضافہ نہیں ہوا اور کرایہ بڑھ گیا ہے۔ دوسری طرف طالبہ نے کہا کہ اگر ٹرین وقت پر آئے تو کرایہ زیادہ دینا برا نہیں لگتا۔ ریلوے کے مطابق اس وقت 60 فیصد ٹرینیں تاخیر سے چلتی ہیں۔ ریلوے حکام نے کہا کہ نئے کرایہ نامہ کے بعد شکایت سیل کا نمبر 1166 ہوگا اور ہر شکایت 48 گھنٹے میں نمٹائی جائے گی۔

(اداریہ/تجزیہ از ادارتی بورڈ)